ولایت کے معاشی و معاشرتی فوائد وثمرات
(شریعت اسلامی کی روشنی میں)

ڈاکٹر محمد ارشد*

الولایۃ کے حروف اصلیہ و۔ل۔ی ہیں۔اور یہ ولی یلی کا مصدر ہے۔اس فعل کے مصادر ولیاً، وَلَایۃً، وِلایۃً آتے ہیں اوران سے دیگر اسماء مشتق ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ امام بخاری فرماتے ہیں:

الو لایۃ مصدرا لولي۔(۱)

ولایت ولی کا مصدر ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

الولایۃ مصدرولي الولي ولاء، کذالابی ذر، وللباقین مصدر الولی وھوأصو ب۔(۲)

الولایۃ"ولي الو لی ولاء" کا مصدر ہے ابوذر کا یہی موقف ہے اور باقی اہل لغت کے نزدیک ولی کا مصدر ہے اور یہی درست موقف ہے۔

اسی طرح امام بدرالدین عینی اس بات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد قرئی مبھما قولہ"مصدرالولي"ویروی مصدرولي بدون الألف واللام وھکذا فی روایۃ الاکثرین وفی روایۃ أبي ذر مصدر ولي المولی ولاءً والأول ھو الأصوب۔(۳)

اور اس کا قول ''مصدر الولی'' مبہم طریقے سے پڑھا گیا اور مصدر ولی الف اور لام کے بغیر بھی روایت کیا گیا ہے اور اسی طرح اکثر (اہل لغت) کی روایت ہے اور ابوذر کی روایت میں ولی المولی کا مصدر ولاء ہے اور پہلا موقف ہی درست ہے۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام بدرالدین عینی کی رائے کے مطابق ''الولایۃمصدر الولاء'' کی بجائے عمومی تحقیق کے مطابق ''الولایۃ مصدر الولی'' کا موقف درست ہے جیسا کہ امام بخاری کا قول آغاز میں ذکر ہوا۔

الولایۃ کے واؤ کو کسرہ اور فتحہ کے ک ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔امام راغب اصفہانی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

الوِلایۃالنصرۃ والوَلایۃ تولي الأمر وقیل الوِلایۃالوَلایۃ کالدِلا لۃوالدَلالۃ۔(٤)

---

* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج، نارووال

وِلایت کا معنی نصرت اور وَلایت کا معنی کسی امر کی ذمہ داری لینے کے ہیں اور یہ بھی قول ہے کہ ولایت اور وَلایت دِلالت اور دَلالت کی مانند ہے (یعنی اس کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے)۔

علامہ امام قرطبی اس حوالے سے فرماتے ہیں:

ولایت کسرہ کے ساتھ سلطان قدرت اور امارت کے معنی میں ہے۔(۵)

علامہ امام جلال الدین محلی فرماتے ہیں:

ولایت واؤ کے فتحہ کے ساتھ نصرت کے معنی میں اور کسرہ کے ساتھ بادشاہت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(٦)

لسان العرب میں سیبویہ کے قول کے مطابق کسرہ کے ساتھ ولایت کے حسب ذیل معنی ہیں:

۱۔امارت ۲۔نقابت

جب کہ لسان العرب میں ہی زجاج کے قول کے مطابق فتحہ کے ساتھ ولایت کے حسب ذیل معانی ہیں:(۷)

۱۔نصرت ۲۔نسب

اس بحث سے خلاصۃً یہ بات ثابت ہوتی ہے:

۱۔ الوِلایۃ اور الوَلایۃ مترادف ہیں۔

۲۔ الولایۃ (کسرہ کے ساتھ) کا معنی امارت،نقابت،قدرت اور سلطان کے ہیں۔

۳۔ الولایۃ (فتحہ کے ساتھ) کا معنی نصرت، پرورش اور نسب کے ہیں۔

ولایت کے لغوی بحث کے بعد اس کی اصطلاحی تعریف کو بیان کیا جاتا ہے۔

ولایت کی اصطلاحی تعریف:

فقہ وقانون میں لفظ ولایت بطور اصطلاح استعمال کیا جاتا ہے۔اس لیے آئندہ صفحات میں اس کی اصطلاحی تعریف کی جارہی ہے۔علماء وفقہاء نے ولایت کی مختلف الفاظ میں تعریف کی ہے۔ان تعریفات میں سے بعض کا ذکر حسب ذیل ہے:

۱۔ امام کاسانی ولایت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

تنفیذالقول علي الغیر۔ (۸)

ولایت اپنے قول کو غیر پر نافذ کرنا ہے۔

۲۔ سید شریف جرجانی ولایت کی تعریف اس الفاظ میں کرتے ہیں:

الولاية في الشرع تنفيذ القول علي الغير شاء الغير أو ابیٰ۔(۹)

شریعت میں ولایت سے مراد اپنے قول کو غیر پر نافذ کرنا ہے خواہ وہ چاہے خواہ نہ چاہے۔

مذکورہ بالا تعریف کا انداز ولایت کی عمومی تعریف کا ہے بلکہ سید شریف جرجانی کی تعریف میں ''الولایۃ فی الشرع'' کے الفاظ عمومی تعریف کی صراحت کرتے ہیں مگر یہ تعریفات ولایت کے عمومی مفہوم کی بجائے صرف ولایت اجبار کو بیان کرتی ہیں۔شاید اس لیے کہ فقہاء ولایت اجبار کو ہی اصل ولایت قرار دیتے ہیں۔ان کی اقتداء میں دور جدید کے بعض علماء بھی ولایت کی تعریف اسی انداز سے کرتے ہیں۔

۳۔عصر حاضر کے علماء میں سے ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے ولایت کی جامع تعریف کی ہے جو کہ ولایت کے عمومی مفہوم کو بڑے واضح انداز میں بیان کرتی ہے۔ان کی تعریف کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

الولاية هي تدبير الكبير الراشد شئوون القاصر الشخصية و المالية۔(۱۰)

بالغ عاقل آدمی کا اہلیت نہ رکھنے والے شخص کے شخصی اور مالی معاملات کا انتظام کرنا ولایت کہلاتا ہے۔

اس تعریف میں ''تنفیذ قول'' کی بجائے ''تدبیر شئوون'' کی بات ہے جو صرف ولایت اجبار ہی نہیں بلکہ ولایت کی تمام اقسام پر دلالت کرتی ہے۔

پہلی تعریفات میں ''الغیر'' کا لفظ ہے جبکہ اس تعریف میں ''القاصر'' کا لفظ ہے جسکا معنی ایسا شخص ہے جو ادا کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو جیسے بچہ، بے وقوف، مجنون، مگر غیر کے لفظ میں ایسا کوئی مفہوم نہیں ہے۔

اس تعریف میں ''الکبیر الراشد'' یعنی بالغ وعاقل کا ذکر ہے کہ تدبیر کرنے والا یا ولی ان صفات کا حامل ہونا چاہیے۔پہلی تعریفات میں اس حوالے سے کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا۔

اس تعریف کے آخر میں ''الشخصية و المالية'' ولایت نفس اور ولایت مال کے حوالے سے جملہ معاملات کی نگرانی پر دلالت کرنے والے الفاظ ہیں اور یہی بات ولایت کی عمومی تعریف کیلئے ضروری ہے۔

۴۔ محمڈن جوریس پروڈنس میں ولایت کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

Guardianship or wilayat is a right to control the movements and actions of a person who owing to mental defects, is unable to take care of himself and to manage his own affairs, for example, an infant, an idiot, a lunatic. It extends to the custody of the person and the power to deal with the property of the ward.(11)

ولایت ایک ایسے شخص کی حرکات اور افعال پر حق نگرانی کا نام ہے جو دماغی ناقابلیت کی وجہ سے اپنی حفاظت خود نہ کرسکتا ہو اور نہ ہی اپنے معاملات کا خود انتظام کر سکے جیسے ایک بچہ، ایک بے وقوف اور ایک مجنون شخص۔ اس

(ولایت) کی وسعت بچے کی ذات کی پرورش اور اس کی جائیداد کے انتظام کے اختیار تک ہے۔

ان تعریفات سے ثابت ہوا کہ اہلیت نہ رکھنے والے افراد کے بارے عاقل و بالغ افراد بطور اولیاء درج ذیل امور سرانجام دیتے ہیں:

(i) شخصی معاملات جیسے زیر ولایت افراد کی پرورش، تعلیم و تربیت، نکاح و طلاق، ان کی طرف سے مصالحت۔

(ii) مالی معاملات جیسے زیر ولایت افراد کے اموال کا تحفظ، ان کے مالی مفادات کا تحفظ، ان کے اموال کی سرمایہ کاری، حق معاوضہ، صدقات واجبہ، جنایات پر تاوان کی ادائیگی، بوقت ضرورت ان کی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت، نفقات اور قرض کی ادائیگی۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ اسلامی فقہ و قانون میں اہل افراد کو اہلیت نہ رکھنے والے کے شخصی و مالی معاملات کی نگرانی کو حق ولایت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ولایت کے معاشی و معاشرتی فوائد وثمرات

ولایت کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کو بیان کرنے کے بعد اس کے معاشی و معاشرتی فوائد وثمرات کو بیان کیا جا رہا ہے۔ ولایت کے ان فوائد وثمرات سے کسی بھی اسلامی معاشرہ کی طرح پاکستانی معاشرے میں بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ ان فوائد کے ذکر سے ولایت کی ضرورت، اہمیت اور افادیت واضح ہو جائے گی۔ ذیل میں پہلے معاشی فوائد کا ذکر کیا جائیگا۔

ا۔ ولایت کے معاشی فوائد وثمرات:

ولایت کے معاشی اور اقتصادی فوائد وثمرات حسب ذیل ہیں:

i۔ نادان اور نابالغ کے اموال کا تحفظ:

نادان اور نابالغ کے اموال کے تحفظ کی ذمہ داری اولیاء پر ڈالی گئی ہے تاکہ ان کے اموال ضائع نہ ہوں۔ قرآن حکیم میں نادان افراد کو مال دینے سے یوں منع کیا گیا ہے:

ولا تؤتوا السفهاء اموالكم۔(۱۱)

اور تم اپنے مال نادان لوگوں کو مت دو۔

اس کے بعد قرآن حکیم نے نادان افراد کو صرف اس وقت ان کے اموال لوٹانے کا حکم دیا ہے جب وہ اتنے عقلمند ہو جائیں کہ وہ اپنے مالوں کا صحیح تصرف کرسکیں قرآن حکیم کے الفاظ یہ ہیں:

فان آنستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم۔(۱۲)

سو اگر تم ان میں عقلمندی محسوس کرو تو ان کے اموال ان کے حوالے کردو۔

اسی طرح یتامیٰ کے اموال کی حفاظت کے بارے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إحفظوا اليتامىٰ في أموالهم۔(۱۳)

اور تم یتامیٰ کے اموال کی حفاظت کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ نادان اور یتیم کے اولیاء کو ان کے اموال کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ وہ خود اپنے مالوں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ گویا معاشرے کے بے سہارا اور ذہنی طور پر معذور افراد کیلئے ولایت کے معاشی لحاظ سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اولیاء کے ذریعے ان کے اموال کی حفاظت ہوتی ہے۔

ii۔زیرولایت افراد کے جملہ مالی مفادات کا تحفظ:

حفاظتِ مال کے ساتھ ساتھ اولیاء زیرولایت افراد کے جملہ مالی مفادات کے تحفظ کے بھی ذمہ دار ہیں۔ اس کی بعض اہم صورتیں حسب ذیل ہیں۔

☆ اولیاء رہن، قرض، عاریت اور ودیعت دینے میں زیرولایت افراد کے اموال کا فائدہ سمجھیں تو انہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔(۱۴)

☆ زیرولایت افراد کی طرف سے اولیاء کو شفعہ کا حق بھی حاصل ہے۔(۱۵) کہ بعض صورتوں میں اس کا عدم استعمال ان کی جائیداد کے ضیاع کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

☆ اولیاء کیلئے ہبہ، وصیت، صدقہ اور وقف کو زیرولایت افراد کے حق میں قبول کرنے کا حکم ہے کہ اس میں سراسر ان افراد کا فائدہ ہے اس کے برعکس زیرولایت افراد کے اموال سے یہ امور بالکل جائز نہیں ہیں کیو نکہ اس میں سراسر ان افراد کا نقصان ہے۔(۱۶)

☆ اولیاء کے لیے زیرولایت افراد کے حق میں نفع ونقصان کے مابین امور میں تصرفات جائز ہیں جیسے خرید وفروخت، ایجارہ پر لینا، مزارعت، شراکت، نکاح کرنا۔ (۱۷)

☆ اولیاء زیرولایت افراد کی غیرمنقولہ جائیداد کو خاص ضرورت کے پیش نظر خاص شروط کے مطابق فروخت کر سکتے ہیں۔ (۱۸)

☆ مختلف مالی معاملات کے متعلق دستاویزات کی تیاری میں بھی اولیاء ذمہ دار ہوتے ہیں تاکہ زیرولایت افراد اپنی کم عقلی کے سبب اپنے اموال کا نقصان نہ کرلیں۔(۱۹)

زیرولایت افراد کے جملہ مالی مفادات کے تحفظ جیسے معاشی فائدے کا تصور صرف ولایت کے سبب سے ہے۔

iii۔زیرولایت افراد کے اموال سے تجارت وسرمایہ کاری:

زیرولایت افراد کے مال کی حفاظت اور مالی مفادات کے تحفظ کا احسن طریق یہ ہے کہ اس سے تجارت

وسرمایہ کاری کی جائے تاکہ ان کے مالوں سے ان کے اخراجات، اولیاء کی خدمات کا معاوضہ لینے اور دیگر مالی حقوق کی ادائیگی سے کمی نہ ہو بلکہ اس میں اضافہ بھی ہوسکے اس باب میں احادیث رسول اللہ ﷺ میں بڑا واضح حکم ہے۔امام ترمذی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی حدیث کوان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

ألا من ولی یتیما له مال فیلتجر له ولا یترکه حتی تأکله الصدقة۔(۲۰)

خبردار! جوکوئی ایسے یتیم کا ولی بنا جس کے پاس مال ہو تو وہ ضرور اس کے لیے تجارت کرے اور اسے ترک نہ کرے یہاں تک کہ صدقہ اسے ختم نہ کردے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ وہ یتامیٰ کے اموال سے سرمایہ کاری کرتی تھیں۔امام مالک کے الفاظ یہ ہیں:

کانت تبضع بأموالنا في البحر۔(۲۱)

وہ سمندری تجارت میں ہمارے مالوں کی سرمایہ کاری کرتی تھیں۔

اسی طرح ایک روایت میں اموال یتامیٰ کو مضاربت پر دینے کا ذکر امام عبدالرزاق یوں بیان کرتے ہیں:

فکانت تزکی أموالنا ثم دفعته مقارضة فبورك لنافیه۔(۲۲)

سو وہ ہمارے مالوں سے زکوٰۃ ادا کیا کرتی تھیں پھر اس کو مضاربت پر دیا کرتی تھیں۔سو ہمارے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ عصرِ حاضر میں زیرِ ولایت افراد کے اموال کو تجارت، مضاربت اور سرمایہ کاری کی تمام جدید انواع میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ان کے مالوں کو سٹاک ایکسچینج، مختلف گورنمنٹ اور پرائیویٹ کمپنیوں کے حصص میں شریک کیا جاسکتا ہے۔اس کے علاوہ سرمایہ کاری کی مزید ایسی سکیمیں بھی اپنائی جاسکتی ہیں جسمیں نقصان کے امکانات کم ہوں۔

مروجہ قوانین میں بھی نابالغ افراد اور پاگل افراد کے مال سے سرمایہ کاری کا ذکر کیا گیا ہے۔(۲۳) زیرِولایت افراد کے اموال سے سرمایہ کاری ولایت کے سبب ہی سے ممکن ہے۔

iv۔گردشِ دولت میں اضافہ:

زیرِولایت افراد کے اموال سے سرمایہ کاری کرنے سے نہ صرف ان کے مالوں میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس سے گردشِ دولت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ امر تجارت میں وسعت کا سبب بنتی ہے۔گردشِ دولت کا یہی فلسفہ اسلام کا امتیازی وصف ہے۔اسی اصول کے تحت تقسیمِ وراثت، زکوٰۃ، عشر، صدقات اور نفقات کا نظام رائج کیا گیا ہے۔ان امور پر عمل کرنے سے گردشِ دولت ضروری ہو جاتی ہے۔رشتہ داروں، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کے مابین تقسیمِ مال کا فلسفہ قرآن حکیم نے یوں بیان کیا ہے:

کی لا یکون دُولة بین الاغنیاء منکم۔(٢٤)

تاکہ دولت صرف امراء کے مابین ہی نہ گھومتی رہے۔

یہ گردشِ دولت اجتماعی اور ملکی ترقی کا سبب بنتی ہے۔یہ امر صرف ولایت کا مرہون منت ہے کیونکہ نابالغ اور پاگل افراد خود اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے۔

v۔بے روزگاری کا حل:

شریعت میں زیرِ ولایت افراد کی کفالت کے بدلے فقیر اور محتاج اولیاء کے لیے ان کے مال سے معاوضہ لینا جائز ہے۔قرآن حکیم میں اس کا یوں ذکر ہے:

ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرًا فلیاکل بالمعروف۔(٢٥)

اور جو کوئی غنی ہو وہ مالِ یتیم سے بچتا رہے اور جو کوئی فقیر ہو تو وہ دستور کے مطابق اس میں سے کھائے۔

امام بخاری اور امام مسلم اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی درج ذیل روایت کو بیان کرتے ہیں:

أنزلت في والي اليتيم أن يصيب من ماله إذا كا ن محتاجاً بقدر ماله بالمعروف۔(٢٦)

یہ آیت یتیم کے والی کے بارے میں نازل ہوئی جب وہ محتاج ہو تو بقدرِ ضرورت اس کے مال سے لے لے۔

اسی طرح گارڈینز اینڈ وارڈز ایکٹ کے مطابق ولی کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں تکالیف اور نگہداشت کے عوض کسی معاوضے کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔بعض صورتوں میں ولی کیلئے معاوضہ ضروری ہو جاتا ہے۔ان صورتوں میں عدالت اپنی صوابدید کے مطابق ولی کے لیے اس کے فرائض میں اچھی کارکردگی کے لیے مناسب معاوضہ کا فیصلہ کرے گی۔(٢٧)

اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے غریب اور محتاج اولیاء کو نابالغ اور پاگل افراد کی کفالت کے سبب روزگار مل جاتا ہے۔اسی طرح زیرِ ولایت افراد کے اموال سے تجارت کرنے سے معاشی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور یوں معاشرے کے عام افراد کو روزگار کے زیادہ مواقع میسر آتے ہیں۔

vi۔مالی حقوق کی ادائیگی کا اہتمام:

زیرِ ولایت افراد کے ذمے واجب الاداء مالی حقوق کی ادائیگی سے ان افراد کی طرف سے فرائض سے عہدہ براہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔حقِ معاوضہ سے اولیاء جنایات کے تاوان سے متاثرہ افراد، اہل وعیال کے نفقہ کی ادائیگی، قرض کی ادائیگی اور وصیت کی تنفید سے خاص افراد معاشرہ کو فائدہ پہنچتا ہے مگر زکوۃ، عشر، صدقہ فطر، قربانی اور کفارات وغیرہ کی ادائیگی سے عام افرادِ معاشرہ بالخصوص نادار اور محروم المعیشت افراد کو فائدہ پہنچتا ہے۔

ان مالی حقوق میں سے قرض کی ادائیگی پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔متوفی کے ذمے قرض واجب الاداء ہو تو

تجہیز وتکفین کے بعد اس کی ادائیگی لازم ہے۔قرض کی ادائیگی کے بغیر تقسیم وراثت ہو جائے تو قرض خود وصی کے خلاف اور وصی کی عدم موجودگی میں ورثاء کے خلاف قرض خواہوں کو قانونی چارہ جوئی کا حق حاصل ہے۔محمڈن لاء سیکشن 35،34 میں اسکا باقاعدہ ذکر ہے۔(۲۸)

اگر نادار مقروض کے قرض کی ادائیگی کا کوئی انتظام نہ ہوتو ولایت عامہ کے تحت حکمران پر اس کی طرف سے ادائیگی لازم ہے۔امام بخاری روایت کرتے ہیں:

فمن توفی من المؤمنین فترك دیناً فعليّ قضاؤه'۔(۲۹)

سو جو کوئی مومنین میں سے وفات پاجائے اور قرض چھوڑ دیا جائے تو مجھ پر اس کی ادائیگی لازم ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ایسی احادیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وهل كان ذلك من خصائصه أو يجب على ولاة الأمر بعده؟والراجح الإستمرار۔(۳۰)

اور کیا یہ بات آپ ﷺ کے خصائص میں سے تھی یا بعد کے حکمرانوں پر بھی لازم ہے۔راجح موقف یہی ہے کہ اس عمل میں تسلسل ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقروض افراد کے وصی، مہتمم یا ورثاء پر قرض کی ادائیگی لازم ہے۔اگر ولایت خاصہ کے تحت قرض کی ادائیگی ممکن نہ ہو ولایت عامہ کے تحت حکمرن سرکاری خزانے سے ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔

vii۔بے سہارا افراد کی مالی کفالت کا انتظام:

اگر مرنے والے اپنے اہل خانہ کیلئے مال نہ چھوڑیں تو ایسے افراد کی کفالت ولایت عامہ کے تحت حکمرانوں کے ذمے ہے۔امام عبدالرزاق، حضرت عمرؓ کا قول لقیط کے بارے یوں بیان کرتے ہیں:

ونفقته علينا من بيت المال۔(۳۱)

اور اس کا نفقہ ہمارے اوپر بیت المال میں سے لازم ہے۔

اسی طرح فقہی مذاہب اربعہ کے ہاں بھی لاوارث افراد کا نفقہ بیت المال پر لازم ہے۔(۳۲)

مروجہ قوانین کے مطابق عارضی طور پر یا مستقل طور پر اپنی معذوری، بیماری یا بے روزگاری کے سبب اپنی روزی کمانے کے قابل نہ ہوں تو حکومت کے ذمے ان کی بنیادی ضروریات کی فراہمی ہے۔(۳۳)

اس سے معلوم ہوا کہ معاشرے کے بے سہارا اور لاوارث افراد کی مالی کفالت ولایت عامہ کے تحت حکمرانوں پر لازم ہے۔

viii۔معاشی معاہدات کی تنفیذ:

زیر ولایت افراد کی طرف سے معاشی معاہدت کی تنفیذ ولایت کے ذریعے ہی ممکن ہے کیونکہ یہ افراد خود اپنی طرف سے معاہدات نہیں کرسکتے۔اس باب میں بعض امور کا ذکر حسب ذیل ہے:

☆ تجارت، اجارہ، قرض، رہن، ودیعت وغیرہ کے معاہدات ولی کی وجہ ہی سے نافذ ہوتے ہیں۔

☆ مالی معاملات کے متعلق دستاویزات کی تیاری ولی ہی کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:
فلیملل ولیه بالعدل۔(۳٤)
سو اس کا ولی عدل کے ساتھ املاء کروائے۔

☆ نفع ونقصان کا احتمال رکھنے والے امور میں عقلمند ماذون بچے کے معاہدات کی تنفیذ اجازت ولی پر موقوف ہے۔(۳۵)

☆ خاص حالات میں منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی فروخت بھی ولی ہی کرسکتا ہے۔(۳۶) ہاں زیرِ ولایت افراد کو بلوغت کے بعد عدالت میں اعتراض کا حق حاصل ہوتا ہے۔(۳۷)

☆ قرض کی ادائیگی وصی کی ذمہ داری ہے۔(۳۸) اگر قرض کی ادائیگی نہ ہو تو قرض خواہ وصی، مہتمم یا ورثاء پر مقدمہ دائر کرسکتا ہے۔ گویا عدالت قرض کی واپسی کا انتظام کروائے گی۔ متوفی اتنا نادار ہو کہ اس کے ترکہ سے قرض کی ادائیگی نہ کی جاسکے تو حکمران ولایت عامہ کے مطابق اس کی ادائیگی کریں گے۔(۳۹)

☆ وصیت کی تنفیذ اور تقسیم وراثت جیسے معاملات بھی ولایت عامہ کے تحت عدالت پر ہی موقوف ہیں۔(۴۰)
اس بحث سے معلوم ہوا کہ نابالغ، پاگل اور متوفی افراد کے معاشی معاہدات کی تنفیذ ولی، وصی اور بالخصوص ولایت عامہ کے تحت حکمران اور قاضی کے سبب ہی ممکن ہے۔

۲۔ولایت کے معاشرتی فوائد وثمرات:

ولایت کے معاشی فوائد کی طرح کئی ایک معاشرتی فوائد وثمرات بھی ہیں۔ بعض اہم معاشرتی فوائد حسب ذیل ہیں:

i۔ بچوں کی پرورش کا انتظام:

ولایت کے اہم معاشرتی فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے بچوں کی پرورش کا انتظام ہوتا ہے۔ ان بچوں کی پرورش اور نگہداشت ان کی بقاء کے لیے ضروری ہے۔ حضانت کے باب میں ماں، نانی اور دادی وغیرہ کو فوقیت دی جاتی ہے(۴۱) کیونکہ ان خواتین کی محبت وشفقت بچے کی پرورش کے لیے زیادہ ضروری ہے۔(۴۲) بعض حالات میں باپ حضانت کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ حضانت کے لیے بچے کی بہبود کو بنیاد بنانا ضروری ہے۔ نابالغ کی عمر، جنس، مذہب، ولی کا کردار، اس کی اہلیت، نابالغ سے رشتہ وغیرہ دیکھ کر بچے کی بہبود کا فیصلہ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ تمام امور بچے کی تربیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سو بچوں کی پرورش ولایت کی مرہون منت ہے۔ بچوں کی پرورش ماں کے ہاں ہو یا باپ کے پاس بہرصورت حضانت کے اخراجات باپ کے ذمہ لازم ہیں۔(۴۳)

اسی طرح مجنون اور پاگل افراد کی نگہداشت بھی ولی پر لازم ہے۔ لاوارث بچوں کی پرورش کے لیے یتیم خانے بنانا ولایت عامہ کے تحت حکومت کی ذمہ داری ہے۔

ii۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری:

ولایت کے اہم معاشرتی فوائد میں سے ایک بچوں کی تعلیم و تربیت ہے۔ اولیاء پر بچوں کی تعلیم و تربیت، مردوں کے آداب، کتابت کی مشق اور خاص طور پر فنی تعلیم لازم ہے۔ بچیوں کی تعلیم، تربیت، خواتین کے آداب نیز بنائی، سلائی اور پکانے کی مہارت سکھانا بھی اولیاء پر لازم ہے۔ اس بارے امام نووی کے الفاظ یہ ہیں:

تأديبه وتعليمه واجب على وليه أبا كان أو جدًا أو وصياً أو قيماً۔(٤٤)

اس کی تعلیم و تربیت اس کے ولی پر لازم ہے خواہ وہ باپ ہو یا دادا یا وصی یا منتظم۔

اسی طرح طلاق کی صورت میں والدین میں سے ایک کے پاس بچہ یا بچی ہونے کی صورت میں دوسرے سے ملاقات و زیارت ضروری قرار دی گئی ہے تاکہ والدین کی محبت و شفقت سے اس کی بہتر تربیت ممکن ہو سکے۔(۴۵)

اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کی تعلیم و تربیت اولیاء کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

iii۔ نوجوان طبقہ کی اصلاح:

نوجوان طبقہ نکاح کرتے وقت وقتی اور عارضی منافع سامنے رکھتا ہے اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے انجام کو سامنے نہیں رکھتا۔ ان حالات میں اولیاء اپنے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں ان کے نکاح کے باب میں رہنمائی اور انتظام کرتے ہیں۔ اس لیے لڑکے اور لڑکی کی رائے کے ساتھ ساتھ ولی کی رائے بھی ضروری ہو۔(۴۶) تو نوجوان طبقہ کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ وہ بہت سی برائیوں سے اپنے آپ کو بچانے کے ساتھ ساتھ اپنے کردار کو شکوک و شبہات سے بھی محفوظ کر سکتا ہے۔(۴۷) گویا اولیاء کو اعتماد میں لے کر نکاح کرنے سے معاشرے میں مثبت تبدیلی آتی ہے اور نوجوان طبقہ کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

iv۔ خاندانی عزت و وقار کا تحفظ:

اولیاء کے بغیر لڑکی اور لڑکے کا خود نکاح دونوں خاندانوں کی ذلت و رسوائی کا سبب بنتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں عام طور پر لڑکی اور لڑکا گھر سے راہ فرار اختیار کر کے بغیر کسی ولی کو اعتماد میں لیے ''لومیرج'' اور ''کورٹ میرج'' کر لیتے ہیں۔ یہ عمل ان کے والدین اور خاندان کے لیے ذلت و رسوائی کا سبب بنتا ہے یہ رسوائی محدود سطح پر نہیں ہوتی بلکہ ایسے معاملات اخبارات کی زینت بنتے ہیں اور اس سے صرف اندرون ملک ہی نہیں بلکہ بیرون ملک بھی اس رسوائی کی تشہیر ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں عام طور پر لڑکی کے والدین لڑکے اور اس کے والدین کے خلاف اغوا اور ڈکیتی کا پرچہ درج

کرواتے ہیں۔ بچی سمیت دونوں کے والدین کو تھانے، کچہری اور عدالت میں پیش ہونا پڑتا ہے۔ یہ امر بھی خاندان خاص طور پر بچی کے خاندان کے لیے ذلت کا سبب بنتا ہے۔ مزید یہ کہ کٹہرے کے ایک طرف لڑکی اور دوسری طرف اس کے والدین ہوتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے خلاف الزامات اور باہم تکذیب کر رہے ہوتے ہیں۔

اولیاء کی سر پرستی میں نکاح کے رواج سے لڑکے اور لڑکی کے خاندان ذلت ورسوائی سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور یوں ولایت کے سبب بہت سے معاشرتی مسائل سے بچا جاسکتا ہے۔

v۔ جذبہء ہمدردی کی بیداری:

اولیاء کی زیر ولایت افراد کی ذات اور جائیداد کی حفاظت سے ان میں باہم جذبہ ہمدردی پیدا ہوتا ہے۔ اولیاء کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے زیر ولایت افراد کی پرورش اور تعلیم وتربیت بہتر ہو تا کہ ان کا مستقبل تابناک ہو۔ اسی طرح ان کا اپنے مشاہدات وتجربات کی روشنی میں ان کے نکاح کا بہتر انتظام کرنے کی کوششیں کرنا تا کہ وہ اچھی زندگی بسر کر سکیں۔ علاوہ ازیں اولیاء کی یہ خواہش ہوتی ہے کے زیر ولایت افراد کے اموال کی حفاظت اور ان سے تجارت کی جائے تا کہ ان کی ضروریاتِ زندگی پر خرچ کرنے کے باوجود ان کے مالوں میں کمی نہ ہو۔ اپنی خدمات کا معاوضہ نہ لینے والے اولیاء بھی جب خلوصِ نیت سے ان افراد کے نفس اور جائیدا دکی حفاظت کرتے ہیں۔ تو یہ ان کے مابین زیادہ ہمدردی کے جذبات پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

iv۔ جرائم کا سدِ باب:

اولیاء اپنے زیر ولایت افراد کے ذوات واموال کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے بہت سے جرائم کا سدِ باب ہو جاتا ہے۔ ان میں سے بعض کا ذکر حسب ذیل ہے:

☆ نابالغ اور مجنون سے کسی شخص کی جان یا مال تلف ہونے پر ان کے مال سے دیت اور تاوان لازم آتا ہے اور ولی اس کی ادائیگی کا پابند ہے۔ (۴۸) اس سے ولی اور ان کے ''عاقلہ'' میں آنے والے افراد ان کی اس طرح نگہداشت کرتے ہیں کہ وہ ایسا کوئی جرم نہ کریں۔ اسی طرح زیر ولایت افراد کے رویہ میں بھی بہتری لانے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان کے اولیاء کو ان کے افعال کے سبب ان کو دیت وتاوان ادا کرنا ہوگا۔

☆ زیر ولایت افراد کے مال کی حفاظت اولیاء کے ذمے لازم ہے۔ اس لیے چور اور دھوکہ باز محتاط ہو جاتے ہیں اولیاء کا تصور نہ ہوتا تو ایسے ناسمجھ افراد کے اموال کو ہڑپ کر لیا جاتا۔ سو اولیاء نابالغ اور مجنون افراد کے اموال کی حفاظت کے باب میں ڈھال کا کام دیتے ہیں۔

☆ وہ بچے جن کی نگہداشت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا وہ عام طور پر آوارہ اور جرائم پیشہ بن جاتے ہیں

۔اولیاء کے سبب ہی سے ایسے بچوں کی بہتر تعلیم وتربیت ممکن ہے اور ایسے بچوں کو انہی کے باعث مجرم بننے سے بچایا جاسکتا ہے۔

☆ اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے سے مردوزن میں اختلاط ہوتا ہے۔ اس اختلاط کے نتیجے میں بدکاری اور زناکاری جیسے جرائم وجود میں آتے ہیں۔ اولیاء کی سرپرستی میں ہونے والے نکاحوں سے ایسے جرائم کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

☆ اولیاء کی اجازت کے بغیر خودلڑکی اورلڑکے کے نکاح کے سبب غیرت کے نام پرقتل وغارت ہوجاتی ہے۔ اس کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں۔اگر یہ نکاح اولیاء کی سرپرستی اور اجازت سے ہوں تو قتل وغارت جیسے جرائم سے بچا جاسکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ولایت کے سبب معاشرے کو بہت سے جرائم سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

vii۔مصالحت میں کردار:

اولیاء زیرولایت افراد کی طرف سے قتل اور دیگر جھگڑوں میں مصالحت کا کردار ادا کرتے ہیں۔قتل کے باب میں مذاہب اربعہ،مروجہ قوانین اور عدالتی فیصلہ جات کے مطابق نابالغ اور پاگل افراد کی طرف سے ان کے اولیاء حقِ قصاص پرمصالحت کرسکتے ہیں بشرطیکہ بدل صلح مقدارِ دیت سے کم نہ ہواسی طرح جہاں کوئی ولی نہ ہوتو حکمران کے لیے بھی ولی کی حیثیت سے کم دیت پر صلح جائز نہیں ہے۔(۴۹)

اس کے علاوہ دیگر معاملات اور جھگڑوں میں زیرولایت افراد کے حق میں مصالحت بہتر ہوتو اولیاء کوصلح ہی کرانی چاہیے والصلح خیر۔(۵۰)''اورصلح میں بہتری ہے۔''

ولی کے لیے جھگڑا ختم کرانے کے لیے مال دے کربھی صلح کرنا جائز ہے۔امام کاسانی کے الفاظ یہ ہیں:

ولو صالح من مال نفسه جاز لأنه ما أضر بالصغير بل نفعه حيث قطع الخصومة عنه۔(۵۱)

اوراگر ولی پیسے دے کرصلح کرائے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ یہ چیز بچے کونقصان نہیں پہنچاتی بلکہ نفع کا سبب بنتی ہے کیونکہ اس سے جھگڑا ختم ہوجاتا ہے۔

زیرولایت افراد کے معاملات میں مذکورہ مصالحت کا تصورصرف اولیاء کے سبب سے ہے۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ ولایت کے سبب زیرولایت افراد اور عام افرادِ معاشرہ کو بہت سے معاشی ومعاشرتی فوائد وثمرات حاصل ہوتے ہیں۔

ولایت کے معاشی فوائد یہ ہیں کہ اس سے نابالغ اور مجنون افراد کے اموال، جملہ مالی مفادات کا تحفظ اوراس سے تجارت وسرمایہ کاری ہوتی ہے۔ اولیاء ان افراد کے ذمے مالی حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس سے گردشِ دولت میں اضافہ ہوتا ہے جو کہ تجارت میں وسعت کا سبب بنتا ہے اس کے نتیجہ میں کئی لوگوں کوروزگار

ملتا ہے۔اسی طرح نادار اولیاء کو خدمات کے صلہ میں روزگار ملتا ہے نیز لاوارث افراد کی کفالت اور معاشی معاہدات کی تنفیذ ولایت عامہ کے تحت حکمران اور قاضی پر لازم ہوتی ہے۔

ولایت کے معاشرتی فوائد یہ ہیں کہ اس سے بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت کا بہتر انتظام میسر آتا ہے۔نکاح کے باب میں ولایت نوجوان طبقہ کی اصلاح اور خاندانی عزت ووقار کے تحفظ کا سبب ہے نیز ولایت سے زیرولایت افراداور اولیاء کے مابین جذبہ ہمدردی کی بیداری حاصل ہوتی ہے۔علاوہ ازیں ولایت سے قتل وغارت،تلفِ مال، زنا جیسے جرائم کا سدِ باب ہوتا ہے اور بہت سے جھگڑے اولیاء کی مصالحت کے سبب ختم ہوجاتے ہیں۔

نتائج بحث:

اس مقالہ میں درج ذیل اہم نتائج بحث ثابت ہوئے:

۱۔ ولایت ولی کا مصدر ہے۔ولایۃ (کسرہ کے ساتھ) امارت، نقابت،نصرت، قدرت، بادشاہت اور ولایۃ (فتحہ کے ساتھ) نصرت اورنسب کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ فقہ وقانون کی اصطلاح میں عاقل وبالغ افراد کا اہلیت نہ رکھنے والے افراد کے شخصی اور مالی معاملات کی ذمہ داری ولایت کہلاتی ہے۔

۳۔ولایت کے کئی ایک معاشی ومعاشرتی فوائد وثمرات ہیں۔اس تصور ولایت پر عمل درآمد کر کے ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔کسی بھی اسلامی معاشرے میں ولایت کے اصول پر عمل کر کے وہاں کئی ایک معاشی ومعاشرتی مسائل سے بچا جاسکتا ہے۔

۴۔ ولایت کے معاشی فوائد یہ ہیں: سفیہ ونابالغ کے اموال کا تحفظ، ان کے جملہ مالی مفادات کا تحفظ، ان کے اموال سے تجارت وسرمایہ کاری، گردش دولت میں اضافہ، بے روزگاری کا حل، مالی حقوق کی ادائیگی کا اہتمام، لاوارث افراد کی مالی کفالت کا انتظام، معاشی معاہدات کی تنفیذ۔

۵۔ ولایت کے معاشرتی فوائد یہ ہیں: بچوں کی پرورش کا انتظام، بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری،نوجوان طبقہ کی اصلاح، خاندانی عزت ووقار کا تحفظ، جذبۂ ہمدردی، جرائم کا سد باب،مصالحت میں کردار۔

حوالہ جات

۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب "قوله و کان الانسان اکثر شیء جدلا"، ۲/۶۸۷، قدیمی کتب خانہ، کراچی

۲۔ ابن حجر، احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۸/۵۲۱، قدیمی کتب خانہ، کراچی

۳۔ عینی، بدرالدین، عمدۃ القاری، ۱۹/۳۹، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۶ء

۴۔ راغب اصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن/۵۳۳، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان۔

۵۔ قرطبی، محمد بن احمد اندلسی، الجامع لاحکام القرآن، ۱۰/۳۵۶، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

۶۔ جلالین: ۲۹۹، تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی

۷۔ ابن منظور افریقی، لسان العرب، ۱۵/۴۰۷، دار صادر، بیروت، لبنان

۸۔ کاسانی، علاؤالدین، بدائع الصنائع، ۲/۵۲۴، المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ

۹۔ جرجانی، سید شریف، کتاب التعریفات/۱۱۲، انتشارات ناصر خسرو، طہران، ایران۔

۱۰۔ وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی، ۱۰/۷۳۲۷، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

11- Abdur Rahim, sir, *Muhammadan Jurisprudence* / 290, Mansoor Book House Katchery Road, Lahore.

11-A۔ النساء (۴)/۵ ۱۲۔ ایضاً/۶

۱۳۔ دارقطنی، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ فی مال الصبی والیتیم ۲/۱۱۰

۱۴۔ عبدالرزاق، المصنف، ۴/ ۷۰ ؛ کاسانی، بدائع الصنائع، ۵/ 195

۱۵۔ ابن قدامہ، المغنی، ۵/۲۰۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ۱۴۱۴ھ

۱۶۔ المبسوط، ۲۸/ ۹۲؛ ابن قدامہ، الکافی فی فقہ احمد بن حنبل، ۲/۸۸۹؛ وھبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی، ۱۰/ ۷۳۳۳

۱۷۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۶/ ۲۱۲؛ وھبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی، ۵/۳۳۱۸

۱۸۔ شامی، ردالمحتار، ۱۰/ ۴۵۳؛ دردیر، الشرح الصغیر، مطبعۃ عیسیٰ البابی الحلبی، مصر، ۴/۵۱۵

۱۹۔ البقرۃ (۲)/ ۲۸۲؛ جصاص، احکام القرآن، قدیمی کتب خانہ کراچی۔ س۔ن۔ ۱/ ۶۶۵

۲۰۔ الجامع، کتاب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی زکوٰۃ مال الیتیم، ۱/۱۳۹

۲۱۔ الموطأ، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ اموال الیتامی/۲۵۵

۲۲۔المصنف، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ مال الیتیم، ۴/ ۶۷

23. Mental Health Ordinance, 2001/30 ; 2002, M.L.D., Lahore, 1277

۲۴۔الحشر، (۵۹)/ ۷

۲۵۔النساء(۴)/ ۶

۲۶۔الجامع الصحیح کتاب الوصایا، باب قول اللہ عزوجل: وابتلو الیتامی، ۱/ ۳۸۷ ؛ الصحیح کتاب التفسیر، ۲/ ۶۲۰

27- Saghir Ahmed, Guardians and Ward Act /18, Mansoor Book House Lahore.

28- Mullah Dinshah, Muhammadan Law/40, Mansoor Book House Lahore.

۲۹۔الجامع الصحیح کتاب النفقات، باب قول النبی ﷺ من ترک کلا أو ضیاعا فإلی، ۲/ ۸۰۹

۳۰۔فتح الباری، ۱۲/ ۹

۳۱۔المصنف، کتاب الطلاق، باب اللقیط، ۷/ ۴۵۰

۳۲۔بدائع الصنائع، ۵/ ۲۹۲ ؛ روضۃ الطالبین، ۴/ ۴۹۱ ؛ المغنی، ۵/ ۶۴۷ ؛ المدونۃ الکبریٰ، ۴/ ۱۸۲۳

33- The Constitution of Pakistan/17, Mansoor Book House Lahore.

۳۴۔البقرۃ، (۲)/ ۲۸۲

۳۵۔کاسانی، بدائع الصنائع، ۶/ ۲۱۲ ؛ وھبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی، ۵/ ۳۳۱۸

۳۶۔شامی، ردالمحتار، ۱۰/ ۴۵۳

۳۷۔شیرازی، المہذب، ۳/ ۲۷۴

۳۸۔شافعی، کتاب الام، ۴/ ۱۴۶

۳۹۔ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۵/ ۵۱۹

۴۰۔ابن قدامہ، المغنی، ۶/ ۹۷؛ سحنون، المدونۃ الکبریٰ، ۵/ ۲۵۲۹

۴۱۔شیبانی، محمد بن حسن، الجامع الصغیر: ۲۳۷؛ شافعی، الام، ۵/ ۹۲؛ سحنون، المدونۃ الکبریٰ، ۲/ ۲۴۴؛ ابن قدامہ، المغنی، ۹/ ۱۳۳

۴۲۔سرخسی، المبسوط، ۵/ ۲۰۷

۴۳۔شافعی، الام، ۶/ ۳۰۱

۴۴۔روضۃ الطالبین، ۶/ ۵۱۱

۴۵۔شافعی، الام، ۶/ ۳۰۴؛ ابن قدامہ، المغنی، ۷/ ۴۱۳

۴۶۔کاسانی، بدائع الصنائع، ۲/ ۵۰۴

۴۷۔ابن قدامہ، المغنی، ۶/ ۳۴۳؛ شامی، ردالمحتار، ۴/ ۱۴۹

۴۸۔سحنون، المدونۃ الکبریٰ، ۶/ ۲۹۸

۴۹۔کاسانی، بدائع الصنائع، ۵/ ۵۱؛ سیوطی، الاشباہ والنظائر: ۱۲۱؛ عبدالسلام، المحرر فی الفقہ، ۲/ ۲۴۶؛ دردیر، الشرح الصغیر، ۴/ ۵۰۵؛

۵۰۔النساء، (۴)/ ۱۲۸

۵۱۔بدائع الصنائع، ۵/ ۴۹